اعادۂ شباب و درازیٔ عمر

MODERN METHODS OF REJUVINATION

REGENERATION AND PROLONGATION OF LIFE

از

ڈاکٹر محمد اشرف الحق ایم، بی، سی، ایچ، بی (ایڈنبرا)
ایم، ڈبلو، ایل، ایس، آر، (برلین)

مطبوعۂ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن
سنہ ۱۹۳۱ء

اعادۂ شباب و درازیٔ عمر

کے متعلق

میرے سفر یورپ کے تجربات

از

ڈاکٹر محمد اشرف الحق

ایم ۔ بی ۔ سی ۔ ایچ ۔ بی (اڈنبرا) ایم ۔ ڈبلیو ۔ ال ۔ ایس ۔ آر (برلن)

سینیر میڈیکل آفیسر افواج باقاعدہ سرکار عالی قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد دکن

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن

گئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان سے میں نہ مل سکا۔ البتہ جرجیز فارونوف موجود تھے اور انہی سے میری ملاقات ہوئی۔ ادھیڑ آدمی ہیں۔ چرب زبان اور لسان ہیں۔ ان کی خوش اخلاقی سے میں ضرور متاثر ہوا مگر وہ اپنے فن اور طریقہ کی خوبیاں، کامیابیاں اور آئندہ ترقی کی اُمیدیں جس انداز سے ظاہر کرتے ہیں اس میں میں نے عالمانہ رنگ کم اور سوداگرانہ رنگ زیادہ محسوس کیا۔ ان سے مفصل گفتگو ہوئی میں نے وہ تمام اعتراضات بیان کئے جو ڈاکٹر سرج فارونوف کی کتابیں دیکھ کر میرے دل میں پیدا ہوئے تھے، اور انھوں نے توجہ کے ساتھ ان کے جوابات دئے۔ فرانس میں ان کی قدر کم ہے البتہ امریکہ میں ان کی بہت قدر ہے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے وہی جواب دیا جو ہندوستان میں دیا جاتا ہے یعنی "گھر کی مرغی دال برابر"۔

فارونوف کے طریق علاج کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ انسان کے جسم میں بعض غدود ایسے ہیں جو خاص نالیوں کے ذریعہ اپنی رطوبت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں، اور بعض میں نالیاں نہیں ہیں، بلکہ رطوبت جذب ہو کر خون میں بلاواسطہ اپنا مادہ پہنچاتی رہتی ہے۔ یہ غدود خاص خاص اہم کام دیتے ہیں۔ ان کا کافی نشو و نما ہونا یا

ان کی رطوبت کی کمی کچھ سے کچھ تغیرات پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً ایک غدہ (Thyroid) اگر قدرتاً مختصر ہو تو اس سے ایک خاص قسم کا پاگل پن ظہور پذیر ہوتا ہے، یا ایک (Thymus) کے معدوم ہونے سے تشنج اور قریبی موت، یا ایک (Suprarenal) کی علیحدگی سے دفعتہً یقینی موت غرض جسمانی طاقت، قد کا بڑھنا، موٹاپا، دماغی چستی، شباب وغیرہ کا انحصار ان ہی غدد میں سے بعض کی سلامتی پر ہے۔ اور ان میں باہم ایک طرح کا ارتباط ہے۔ ان غدد کو طاقت بڑھانے یا جوانی کے واپس لانے کے لئے استعمال کرنے کا خیال کوئی جدید خیال نہیں ہے جس کی دریافت کا فخر ڈاکٹر فارونوف کو حاصل ہو بلکہ ان سے بہت پہلے (Brown Sequard & Pochl) نے تجربے سے ظاہر کیا تھا کہ انثیین کے جوہر کی معمولی زیرجلدی پچکاریوں سے شباب پر بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ فارونوف سے ڈیڑھ سو برس پہلے تناسلی غدد کو منتقل کرنے کا تجربہ ہنٹر (Hunter) نے مرغیوں پر کیا تھا اور اس کے بعد بہت سے محققین نے اس سلسلہ میں تجربات کئے جن کی لمبی چوڑی فہرست پیش کیجا سکتی ہے۔ البتہ فارونوف کو جس چیز کی دریافت کا فخر حاصل ہے وہ یہ ہے کہ بندر کے تناسلی غدد کی تقلیم سے

انسان کا شباب عود کر آتا ہے۔ اس نے مصر میں زنانوں کو دیکھا اور جو نقص ان کے اندر نظر آئے انھیں ان تناسلی غدد کی کمی کی طرف منسوب کیا جو زنانوں میں نہیں ہوتے۔ پھر اس نے ان زنانوں کو جو بلوغ سے قبل خصی کر دئے جاتے ہیں، ایسے زنانوں سے مقابلہ کر کے دیکھا جو بلوغ کے بعد عمداً یا مرض یا ناگہانی آفات کی وجہ سے خصی ہوئے اور اس نے پہلے گروہ کو ثانوی جنسی خواص مثلاً ڈاڑھی مونچھوں کے بال، آواز کا تفاوت، کاسۂ کمر کی ساخت کے لحاظ سے دوسرے گروہ کے مقابلہ میں کم پایا، مگر دوسرے گروہ میں مردانگی کے کچھ آثار موجود ہونے کے باوجود جسم کی کمزوری اور تمام قویٰ کی کمی نمایاں محسوس کی۔ اس سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ان تمام باتوں کی ذمہ داری تناسلی غدد کے فقدان پر ہے اور ان غدد کو قوت پہنچائی جائے تو انسان کی نہ صرف مردانہ قوتوں کو بلکہ تمام جسمانی قویٰ کو طاقتور بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے کئی سال تک جانوروں پر تقلیم کے تجربات کئے اور ثابت کیا کہ اس عمل سے نہ صرف ان کی قوتیں بڑھ جاتی ہیں بلکہ ان کا بوڑھاپا جوانی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ان کی عمریں بڑھ جاتی ہیں۔ اس کامیابی نے اسے انسان کی طرف متوجہ کیا۔ مگر یہاں بڑی مشکل

یہ بھی کہ انسان کے تناسلی غدد انسان کے لیئے استعمال نہیں کیئے جاسکتے تھے۔ اس لیئے اس نے بندروں کا انتخاب کیا جن کا خون کیمیاوی لحاظ سے انسان کے خون سے ملتا جاتا ہے اور ان کے تناسلی غدد کی قلمیں انسانوں کے تناسلی غدد میں لگائیں۔ چنانچہ اس کا اثر انسان پر بھی قریب قریب وہی ہوا جو جانوروں پر ہوا تھا۔ یہ عمل صرف مردوں ہی پر نہیں بلکہ عورتوں پر بھی کیا جاتا ہے اور بندریا کے غدد کی تقلیم ان پر وہی اثر دکھاتی ہے جو بندر کے غدد کی تقلیم مردوں پر دکھاتی ہے۔

ڈاکٹر سرج فارونوف نے اس کے متعلق حسب ذیل کتابوں میں مفصل بحث کی ہے جن کے مطالعہ سے اہل فن اس کے اصول معلوم کر سکتے ہیں:۔

۱ (Rejuvination by Grafing

۲ the Study of old age and mymethod of Rejuvination)

ان کے علاوہ ذیل کی کتاب کا مطالعہ آپریشن کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مفید ہو گا۔

(The Surgical technique of Testicular grafting from Ape to man. by M. Dartriguo Published by goston Dorin. Paris)

ان کتابوں میں آپریشنوں اور مریضوں کی تصاویر بھی ہیں اور ماہرین فن کے نام اور ان کی کتابوں کے حوالے بھی۔

فارونوف اپنے آپریشن کے متعلق جو توقعات دلاتا ہے میری رائے میں وہ سب صحیح نہیں ہیں۔ اس کے نزدیک یہ آپریشن ہر شخص پر ہو سکتا ہے۔ مگر میرے نزدیک ہر کس و ناکس پر اس کا کرنا درست نہیں ہے بلکہ میں مریض کی طبیعی حالت اور اس کی قوت کا پورا پورا امتحان کرنے کے بعد اس پر یہ آپریشن کروں گا اور جو لوگ اس آپریشن کے لئے موزوں نہ ہوں گے ان کے لئے کوئی دوسرا طریق علاج تجویز کروں گا۔

فارونوف مریض کو یقین دلاتا ہے کہ اس کے آپریشن میں ۹۰ فی صدی کامیابی ہے۔ مگر میں ۵۰ فیصدی سے زیادہ کامیابی کی امید نہیں دلاونگا البتہ یہ ضرور ہے کہ ۲۵ فیصدی ناکامی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مریض کو کسی قسم کا نقصان پہنچیگا۔ بلکہ صرف یہ ہیں کہ جو قلم لگائی جائیگی وہ جسم میں

تحلیل ہو جائیگی اور اس سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوسکیگا۔ کامیاب آپریشن کا اثر ۳ سے ۵ مہینے کے دوران میں محسوس ہونا شروع ہوگا۔ اور اس کے بعد آٹھ دس سال تک رہے گا۔ لیکن جو لوگ اعتدال نہ برتینگے اور قوت کو زیادہ بری طرح خرچ کریں گے ان کو ۳۔ ۴ سال کے بعد پھر آپریشن کرانے کی ضرورت ہوگی۔

آپریشن کے لئے سب سے زیادہ موزوں بندر (Papion)

(Cyanocephalus Hamadrias)

ہے جو ہیمبرگ سے دستیاب ہوسکتا ہے[1]۔ اس کا خون انسان سے بہت ملتا جلتا ہے۔ نہایت قوی الشہوت ہوتا ہے۔ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ اسے ایک گھنٹہ میں ۴۵ مرتبہ لغوظ ہوتا ہے۔ اس کا تندرست جوان جوڑا تقریباً ۔۔۔ روپیہ میں ملتا ہے، اور ہیمبرگ سے بمبئی تک پہنچانے کی ذمہ داری خود کمپنی لیتی

---

[1] یہ بندر بمبئی، کلکتہ، مدراس، اور بنگلور وغیرہ مقامات کے باغات حیوانات میں موجود ہے مگر وہاں سے خریدا نہیں جا سکتا۔ میں نے بعض جگہ خود ملکر اور بعض جگہ سے خط و کتابت کر کے دریافت کیا لیکن یہی جواب ملا کہ ہم فروخت نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہیمبرگ سے منگوانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ۱۲

ہے۔ آپریشن کے بعد بندر بیکار نہیں ہوتا، بلکہ اسے اچھے داموں سرکس والوں کے ہاتھ فروخت کیا جاسکتا ہے، کیونکہ قوائے شہوانی کے معطل ہونے سے وہ زیادہ غریب ہوجاتا ہے اور اس میں احکام قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ہندوستان کے لنگور کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس کے تناسلی غدد کی تقلیم بھی انسان کے لئے مفید ہوسکتی ہے۔ مگر میں اس کے تجربات کر رہا ہوں۔ اگر کوئی صاحب اس کی تقلیم کرانا چاہیں تو وہ اپنا لنگور لے آئیں۔ میں بلا کسی فیس کے ان کا آپریشن کردوں گا اور اس تجربے میں ان کی امداد کا شکریہ ادا کروں گا۔ یہ درحقیقت کوئی خطرناک تجربہ نہ ہوگا جس سے خوف کرنے کی ضرورت ہو۔ تاہم ان کے مزید اطمینان کے لئے میں ایسا کرسکتا ہوں کہ خصیتین پر آپریشن کرنے کے بجائے گردوں کے قریب کروں۔ اس صورت میں نقصان کے اندیشہ کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہوگیا تو اس صورت میں ہندوستان کے لوگوں کو ہیمبرگ سے بندر منگانے کے مصارف برداشت کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

ڈاکٹر جاوورسکی

پیرس میں اس فن کا دوسرا ماہر جاوورسکی (Jaworsky) ہے متوسط درجے کا آدمی ہے، فارونوف جیسا امیر نہیں ہے۔ مگر اسے اپنے کمال کا دعویٰ فارونوف سے بھی زیادہ ہے اور اس کے ہاں سوداگری کا رنگ بھی فارونوف سے بڑھا ہوا ہے میں اس کے ہاں اپنے دوست ڈاکٹر رولے (Rowlley) کے ساتھ گیا۔ خود جاورسکی موجود نہ تھا، مگر اس کے دو اسسٹنٹ جو اس کے دست و بازو ہیں ہم سے ملے اور انھوں نے نہایت مہربانی کے ساتھ اپنا طریق علاج ہم کو سمجھایا اور اس کا عملی تجربہ کر کے دکھایا۔ یہ طریق علاج ایسا ہے جس کو میں کتاب پڑھ کر کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس طریقہ کا اصطلاحی نام نقل دم (Serrum therapy) ہے یعنی بوڑھے آدمی کے جسم میں جوان آدمی کا خون داخل کرنا۔ خون داخل کرنے کے معنی سیر دو سیر خون اتار دینے کے نہیں ہیں بلکہ چند قطرے خون کافی ہوتا ہے۔ بظاہر یہ ایک بچوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے مگر دراصل بڑی احتیاط اور باریکی کا کام ہے۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ

جس شخص کا خون لیا جائے اور جس کے اندر خون داخل کیا جائے، ان دونوں کے خونوں کا اچھی طرح امتحان کر لیا جائے۔ اگر دونوں میں کسی قسم کا فرق نہ ہو تو ان دونوں کے درمیان نقل دم کا عمل کیا جا سکتا ہے، ورنہ ذرا سے تفاوت میں (Anaphyiaxis) ہو جانے کا اندیشہ ہے جس سے یقینی موت واقع ہو جاتی ہے۔ جاوورسکی نے اپنے اس طریقہ کو اپنی کتاب (Simple method of Rejuvination) میں بیان کیا ہے، مگر اصل کا نئے کی بات چھپا گیا ہے، اور یہی چیز تھی جس کے سیکھنے کی مجھے ضرورت تھی۔ اس میں ایک ایسے جوان شخص کو لیتے ہیں جو خاندان اخلاق اور صحت کے اعتبار سے بہت اچھا ہو۔ اس کے خاندان میں سل دق، سرطان وغیرہ بیماریاں نہ رہی ہوں۔ خود اس کے خون کی بھی (Wassermann Reaction & Vemes opacity) وغیرہ سے جانچ کر لیتے ہیں۔ خاندان کے افراد کی عمریں بھی دریافت کی جاتی ہیں۔ غرض جب ہر طرح وہ بہتر مانا جاتا ہے تو اس کے خون کا انتخاب کر لیا جاتا ہے، اور اس کے سیرم کی ۵ سنٹی میٹر کی ایک دن بیچ دس بارہ پچکاریاں دی جاتی ہیں۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ پچکاریاں

جب چاہیں لیں اور جب چاہیں چھوڑ دیں۔ پچکاری صرف وریڈ (Vein) میں جاتی ہے اس لئے نہ کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے اور نہ ایک لمحہ کے لئے بھی صاحب فراش ہونے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے، مگر اس کا احساس پہلی پچکاری ہی سے مریض کو محسوس ہونے لگتا ہے۔ پچکاری دینے میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں خون نس کے اندر ہی جم جائے، اس لئے جاوورسکی اس میں ایک دوا ملاتا ہے جس سے خون جمتا ہی نہیں۔ یہ دوا اس نے راز میں رکھی ہے، مگر بنی بنائی اسکے شفا خانے سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ ایک اور دوا ایسی ہے جو خون لگا لینے کے بعد بیرونی جراثیم کو خون میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔ یہ بھی اس نے پوشیدہ رکھی ہے اور قیمتاً فروخت کرتا ہے۔ یہ طریق علاج ایسے ضعیف العمر لوگوں کے لئے مفید ہے جو آپریشن کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ اس سے کم خوابی، دماغی کمزوری، نسیان، ضعف بصر، خرابی خون، قلت اشتہا، اور ضعف باہ کی شکایات دور ہوتی ہیں۔ اور عورت مرد دونوں کے لئے اس کا فائدہ یکساں ہے۔ جاوورسکی کا دعویٰ ہے کہ اس میں ۹۳ فیصدی کامیابی اور ۵۰ فیصدی حیرت انگیز کامیابی ہے

اعادۂ شباب و درازیٔ عمر

کھوئی ہوئی جوانی کو واپس لانے اور انسانی عمر کو دراز کرنے کا تخیّل ایک پرانا تخیل ہے، اور شاید اسی وقت سے چلا آرہا ہے جب سے انسان کو دنیا کے مزوں کا چسکا لگا ہے۔ ہر قوم اور ہر زمانے کے اطبا، نے سب سے زیادہ جس مسئلہ سے دلچسپی لی ہے وہ یہی مسئلہ ہے کہ جوانی کو بڑھاپے میں تبدیل ہونے سے کس طرح روکا جائے؟ بڑھاپے کو جوانی سے کیونکر بدل دیا جائے؟ اور انسان کو دنیا کی زندگی کا لطف زیادہ سے زیادہ مدّت تک اٹھانے اور دنیا میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے قابل کیسے بنایا جائے؟ دنیا کے طبّی لٹریچر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے کے طبیبوں نے اس

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

ایک مرتبہ کے علاج کا اثر تین چار سال تک رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد تجدید کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ اس کے مصارف بہت تھوڑے ہیں، اس لئے تیسرے چوتھے سال تجدید میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

جاوورسکی کا ذکر ختم ہونے سے پہلے یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ اب سے چند سال قبل "الہلال" میں ایک مضمون اعادۂ شباب پر شائع ہوا تھا جس میں ایک "ڈاکٹر گورسکی" کا بھی ذکر تھا۔ میں نے پیرس میں اس ڈاکٹر گورسکی کی تلاش کرنے کے لئے بڑی دوڑ برف (اس لئے کہ دوڑ دھوپ وہاں کہاں) کی مگر پتہ نہ چلا۔ آخر تحقیق یہ ہوا کہ وہ گورسکی صاحب ہی جاوورسکی ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے ملک کے اعلیٰ علمی پرچوں میں بھی مغرب کے متعلق جو معلومات شائع ہوتی ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہے۔

پروفیسر ورمایوگی

یہ ایک ہندوستانی بزرگ ہیں، اصل وطن لاہور ہے۔ اور اب ۳۵ سال سے پیرس میں رہتے ہیں۔ پہلی ملاقات میں یہ انکشاف ہوا کہ یہ

میرے پیر شیو برت لال صاحب کے مدتوں ہم صحبت رہے ہیں۔ اس وجہ سے مجھکو ان سے اور ان کو مجھ سے بہت انس ہو گیا اور انھوں نے بہت توجّہ کے ساتھ مجھے اپنا طریقہ سمجھایا، اپنی کتابیں دیں۔ اور اپنے ہسپتال میں اپنے علاج کا مشاہدہ کرنے کا موقع دیا۔ ان عنایات کے لئے میں انکا بہت شکر گذار ہوں۔

ان کا طریقہ جس کو وہ (Pranathrapy) کہتے ہیں ایک عجیب و غریب علاج ہے جس کی کوئی طبّی تشریح و توجیہ نہیں کیجا سکتی خود ان کو جدید فن طب و سرجری سے کوئی واقفیت نہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ پیرس کے ایک نہایت کامیاب ڈاکٹر ہیں لاکھوں روپیہ کمار ہے ہیں ان کے ہسپتال میں متعدد بستر ہیں، ۱۴ مددگار ہیں، یورپ کے ہر خطہ سے ہر مرض کے لوگ جو دوسرے ڈاکٹروں کے علاجوں سے مایوس ہو چکے ہیں ان کے ہاں آتے ہیں اور ان کے علاج سے ۹۰ فیصدی صحت یاب ہو کر جاتے ہیں۔ اس طریق علاج میں صرف مالش کا کام ہے جو مختلف امراض میں مختلف اعضاء پر خاص خاص دواؤں کے ساتھ کیجاتی ہے اور کبھی کبھی بجلی بھی لگائی جاتی ہے۔ یوں تو اس مالش سے

وہ ہر مرض حتیٰ کہ دق اور سرطان تک کا علاج کرتے ہیں اور دوسری قسم کے بیرونی علاج اور ورزشیں بھی ہوتی ہیں جن کو میں نے خود دیکھا۔ مگر خصوصیت کے ساتھ سست اور بیکار پٹھوں اور ایسے اعصاب کے لئے جن پر فالج ولقوہ کا اثر رہ گیا ہو مفید ہے۔ اس کے ساتھ ہی ضعیف العمر لوگوں کے جسم میں طاقت اعضا میں چستی اور ایک حد تک جوانی بھی پیدا کیجا سکتی ہے۔ خود ڈاکٹر ورمایوگی کو میں نے دیکھا کہ بظاہر چالیس سال سے زیادہ نہیں معلوم ہوتے مگر ان کی عمر ۶۰ سال سے کم نہیں ہے۔ میں نے ان کے اس طریقہ کو خود انہی سے سیکھا ہے۔ ان کی متعدد کتابیں فرنچ زبان میں ہیں۔ انگریزی میں صرف تین[۳] کتابیں ہیں جن کے نام یہ ہیں:۔

۱ (Physical culture after the method of the yogis of India.

۲ the key of health,

۳ the Education of our Energy.)

ان میں اعصابی لہروں کے روحانی تموج کا خلل دور کرنے اور مالش غسل اور عام جسمانی صحت کے طریقے درج ہیں۔

ڈاکٹر ناپ

الہلال مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء میں تجدید شباب کے موضوع پر ایک مضمون تھا جس میں لکھا تھا کہ "ڈاکٹر کن آب" فرانس کا ایک مشہور ڈاکٹر اور عالم ہے۔ اس جیسی وسیع معلومات رکھنے والے آدمی دنیا میں بہت کم ہیں۔ ۸۰ علوم و فنون اور صناعتوں کا ماہر ہے چنانچہ سائنس داں، طبیب، فیلسوف، کیمیائی، موجد، موسیقی داں، شاعر، ریاضی، فلکی، سب ہی کچھ ہے۔ غیر معمولی دماغی قابلیت کے علاوہ نہایت عظیم جسمانی قوت بھی رکھتا ہے، پورا پہلوان ہے یہ عجیب ڈاکٹر دورو نوف اور اس کے تمام ہم مشرب ڈاکٹروں کے بارے میں سخت سوءِ ظن رکھتا ہے۔ اس کے خیال میں وہ دغاباز ہیں۔ جوانی واپس لانے کا جو طریقہ انھوں نے ایجاد کیا ہے غلط ہے" اور ٹیپ کا بند یہ تھا کہ "میں نے ایک ایسا کیمیاوی مرکب دریافت کرلیا ہے جو ان جراثیم کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے لیکن اس مرکب کو ابھی میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔"

میں نے اس ڈاکٹر کن آب کا نام کبھی نہ سنا تھا۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ اس کا پتہ چلاؤں ۔ چنانچہ بہت ڈھونڈتا پھرا۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ کن آب صاحب دراصل ڈاکٹر ناپ (Knapp) ہیں۔ اور ان کی جو تعریف لکھی گئی ہے سب غلط ہے ایک چلتا پرزہ آدمی ہے جس کو فن طب سے کوئی واقفیت نہیں ہے اور محض اشتہار بازی کر کے روپیہ کمانے کی تدبیر کرتا ہے۔ اس نے ایک طریق علاج کا اشتہار تو دیا ہے مگر اس کو بالکل راز میں رکھا ہے میں نے اسکو معلوم کرنے کی کوشش فضول سمجھی۔

پروفیسر دلبے

پروفیسر دلبے (Delbet) پیرس کی یونیورسٹی میں فن طب کا پروفیسر ہے۔ اپنے فن کا ماہر کامل ہے اور بڑی عزت رکھتا ہے اس کا نظریہ یہ ہے کہ سن رسیدگی کی حالت میں انسان کے خون میں چند نمک کم ہو جاتے ہیں۔ ان نمکوں کو دواؤں کے ذریعہ جسم میں بڑھا دینے سے جوانی عود کر آتی ہے۔ اس کے لئے اس نے ایک

خاص نسخہ مرتب کیا ہے جو اس نے راز میں نہیں رکھا ہے مگر اس کی دوائیں بہت نایاب ہیں تاہم میں یہ دوائیں ساتھ لایا ہوں۔ یورپ اور ہندوستان میں کئی آدمیوں پر خود میں نے ان کو استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔ ایک ضعیف آدمی چار میل سے ٹریم میں بیٹھ کر میرے پاس آتا تھا یہ نسخہ استعمال کرنے کے ایک ہفتہ بعد وہ پیدل چل کر میرے پاس آیا۔ اسی طرح اور بہت سے آدمیوں کو فائدہ ہوا۔ پیرس میں ڈاکٹر بہجت وہبی نے بھی یہ دوا استعمال کی تھی اور انھوں نے بھی اسے مفید پایا۔ صرف کھانے کی دوا ہے۔ کوئی آپریشن یا انجکشن نہیں ہے۔

اس دوا کا اصل مقصد محض قوائے شہوانی کو بڑھانا نہیں ہے۔ بلکہ عام جسمانی صحت اور مستعدی بڑھانا ہے۔ اس کے اثر سے جس طرح تمام جسم میں قوت پیدا ہوگی اسی طرح قوت باہ میں بھی اضافہ ہوگا۔ اس دوا کا اثر عموماً ایک ہفتہ کے بعد محسوس ہوتا ہے۔ مگر ایسا بھی ہوا ہے کہ پہلی ہی خوراک سے مریض کو اثر محسوس ہونے لگا۔

علاج حسن

(Beauty treatment) یا علاج حسن کا اصل مقصد جوانی کی ظاہری

بھڑک پیدا کرنا اور اعضا کی ظاہر خرابیوں کو دُور کرنا ہے۔ مثلاً آنکھ ناک کان کی بدنمائی، چہرے کی جھریوں، بالوں کی کمی یا بالکل فقدان، چہرے کے داغ دھبوں، اور مہاسوں، چھاتیوں کے ڈھیلے پن اور گوشت کے پلپلے پن کو دُور کرنا اور جسم کو جوانوں کی طرح کر دینا۔ اس علاج میں مالش بھی ہے۔ بنفشئی شعاعیں بھی استعمال کی جاتی ہیں اور حسب ضرورت آپریشن بھی کیا جاتا ہے جو بہت بے ضرر ہوتا ہے۔ یورپ میں آجکل اس کا بڑا چرچا ہے، پیرس میں مادام نوئیل (Madame Noel) برلن میں پروفیسر (Joseph) اور ویانہ میں ڈاکٹر والدیمار (Waldemar) اس فن کے ماہروں میں شمار ہوتے ہیں۔ میں نے اس خیال سے کہ اعادہ شباب کے فن کا کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے اس فن کو بھی سیکھا ہے اور اس کے ضروری آلات وغیرہ ساتھ لایا ہوں۔

ویانہ

پیرس کے بعد میں آسٹریا کے دارالسلطنت ویانہ (Veinna) جسے یورپ میں وین (Wien) کہتے ہیں، گیا۔ یہ یورپ میں جراحی

اور طب کا بہت بڑا مرکز ہے۔ یہاں اعادہٗ شباب کے ماہرین حسبِ ذیل اشخاص ہیں :۔

آسولڈ شوارز — (Dr oswald Schwarz) ۱

ایڈوِن ہارنر — (Dr Edwin Horner) ۲

کارل ڈوپلر — (Dr Karl Doppler) ۳

تھیوڈور باور — (Dr Theodor Bauer) ۴

لکاتوس — (Dr Lakatose) ۵

اشتانُاخ — (Prof. Steinach) ۶

(۱) یہہ اعادہٗ شباب پر لکچر دیتے ہیں۔ چھ چھ طالب علموں کی جماعت کو لیکر درس دیا کرتے ہیں۔ میرے ساتھ شامل ہونے کے لئے کوئی طالب علم نہ ملا اس لئے میں نے تنہا ۶ آدمیوں کی فیس دے کر ان کے لکچر سنے اور انھوں نے مجھے ایسی ایسی باتیں بتائیں جو کسی کتاب یا رسالہ میں مجھے نہیں ملی تھیں۔ ان کے لکچر اس فن پر میری علمی واقفیت کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے۔ درس ختم ہونے کے بعد انھوں نے مجھے سند اور اپنی تصویر عنایت کی۔

(۲) یہ ڈاکٹر اشتائناخ کا آپریشن کرتے ہیں۔ میرے قیام ویانا کے زمانہ میں انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر بھی ان سے آپریشن کرانے کے لئے آئے تھے۔ اور میرے جانے سے پہلے سُنا ہے کہ حیدر آباد کے ایک صاحب بھی ان سے آپریشن کرا چکے تھے۔ یہ ایک لاجواب آپریشن ہے جس کے فوائد کا اعتراف فن طب کا ہر واقف کار کرتا ہے۔ اس کی مختصر تشریح ڈاکٹر اشتائناخ کے ذکر میں کروں گا۔ آپریشن کے طریقہ میں کوئی پیچیدگی یا راز نہیں ہے جس کو حل کرنے کے لئے مجھے ان سے ملنے کی ضرورت ہوتی۔ البتہ چند عملی نکات مجھے انسے دریافت کرنے تھے چنانچہ میں ان سے ملا انھوں نے مجھے وہ نکات اچھی طرح سمجھا دئے اور ازراہِ عنایت مجھے اپنی تصویر بھی دی۔ میں کئی لوگوں پر یہ آپریشن کر چکا ہوں اور اسے نہایت مفید پایا ہے۔

(۳) ان سے زیادہ یورپ میں میرا کوئی عنایت فرما نہیں ہے۔ مجھ پر بڑی مہربانی فرماتے ہیں اور مشکلات فن میں مشورہ اور امداد دیتے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ مجھے جو عقیدت ہے اس کا ایک ادنیٰ ظہور

سوال کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، نظریات قائم کئے ہیں، تجربات کئے ہیں نسخے مرتب کئے ہیں، دوائیں تلاش کی ہیں اور مختلف طریقہائے علاج تجویز کئے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اس مسئلے میں یونانی اور ہندی طبیبوں کی تحقیقات کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے، اور اگر روایات کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو انھیں ایک خاص حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن نہ انھوں نے اپنے تجربات، اپنی دواؤں اور اپنے طریقوں کو کبھی عام کیا، نہ ان پر سے راز کا وہ پردہ اٹھایا جس میں ہر نادر و کامیاب چیز کو مستور رکھنا قدیم زمانے کے لوگوں کی فطرت میں داخل تھا، اور نہ دنیا کو ان کی تحقیقات سے کوئی فائدہ پہنچا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر کا تخیل اسی فہرست میں داخل ہو گیا ہے جس میں آبِ حیات، اور اکسیر کیمیا کے تخیلات داخل ہیں۔ اور اب بھی نہ صرف مشرق، بلکہ مغرب میں بھی بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جن کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے تو وہ اسی طرح اس کی ہنسی اڑائیں گے جس طرح کیمیا گروں کی ہنسی اڑائی جاتی ہے۔

لیکن مغربی حکماء جن میں تحقیق و اکتشاف کی روح زندہ ہے، یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر چیز جس کا تخیل انسان کے ذہن میں آتا ہے اپنے اندر کوئی نہ کوئی عملی بنیاد

یہ ہے کہ میں ان کی تصویر کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہوں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ جس عضو کو وہ طاقت پہنچانا چاہتے ہیں اسکے مشار کی اعصاب (Sympathetic nerves) کو سن کر دیتے ہیں جس سے خون کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور شریان پھیل جاتے ہیں۔ اور اس کا اثر تمام جسم کی قوت پر پڑتا ہے چونکہ جسم کے ایک حصّہ کے مشار کی اعصاب دوسرے حصّوں کے اعصاب سے بے تعلّق نہیں ہوتے بلکہ تمام جسم میں ان کا ایک ہی نظام ہے اس لئے ایک حصّہ کے اعصاب پر آپریشن کرنے سے دوسرے تمام حصّوں کے نظام پر اثر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس آپریشن سے موڑھوں کی بیماریوں سے لیکر (Gangrene) اور ذیابطیس تک کو فائدہ ہوسکتا ہے۔ اعادۂ شباب کے متعلّق ان کا نظریہ اس قدر بلند ہے کہ وہ اس کو "اعادۂ شباب (Rejuvination) نہیں بلکہ "بازتولید" (Regeneration) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شوارز اپنے لکچروں میں سب سے زیادہ ڈوپلر ہی کی تعریف کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ "یہ ایک عجیب اکتشاف ہے جس کا اثر انسانی جسم پر دیکھ کر حیرت ہوتی ہے"۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے متعدد آپریشنوں میں

مجھے شریک کیا۔ اشتیناخ کے آپریشن کی طرح یہ بھی سادہ آپریشن ہے۔

(۴) ان کا ایک خاص طریقہ ہے جس کو انھوں نے راز میں رکھا ہے مجھے اس راز کو بتانے میں تامل کیا اور اتنی بڑی رقم مانگی جس کو ادا کرنا میرے امکان سے باہر تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے میری ملاقات ایک دوسرے ڈاکٹر سے ہو گئی (جن کا نام میں ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا) اور انھوں نے بہت قلیل معاوضہ پر مجھے اس طریق علاج کے سب راز بتا دیئے اس میں ایک سادہ اور بے ضرر آپریشن کرنا پڑتا ہے اور وہ اکثر مفید ثابت ہوا ہے۔ میں نے خود ہندوستان میں کئی آدمیوں پر یہ آپریشن کیا اور مفید پایا۔

(۵) ان کا آپریشن نمبر (۴) سے ملتا جلتا ہے۔ اصول وہی ہے، طریقہ میں تھوڑا فرق ہے۔ ڈاکٹر...... نے اس آپریشن کے متعلق بھی مجھے مفصل نوٹس لکھوا دیئے۔ اور میں اس کا بھی عملی تجربہ کر چکا ہوں۔

(۶) یورپ میں اپنے فن کے بہت بڑے ماہر ہیں اور علمائے فن میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ جب میں ویانہ پہنچا ہوں تو یہ گاؤں گئے ہوئے تھے

میرے اطلاع دینے پر ازراہِ مہربانی خود تشریف لائے۔ بہت عنایت و توجہ سے ملے۔ جن مسائل کی مجھے تحقیق کرنی تھی ان کو اچھی طرح سمجھایا اور بار بار کہتے رہے کہ کچھ اور پوچھنا ہے تو پوچھو۔ اپنی ایک کتاب مجھے ہدیتہً دی جس کا نام یہ ہے۔

(Biological method against the process of old age.)

پروفیسر اشتاناخ صرف نظریہ کے ماہر ہیں۔ جانوروں پر عملیات کر کے انھوں نے یہ تحقیق کیا ہے کہ خصیتین میں دو قسم کے مادے ہیں جو انڈے کی زردی اور سفیدی کے مانند ہیں۔ ایک مادہ کا تعلق اولاد پیدا کرنے کی قوت سے ہے اور دوسرا مادہ قوت و طاقت پیدا کرتا ہے یہ دونوں مادے دونوں بیضوں میں ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر ایک بیضے کے اولاد پیدا کرنے والے مادے کو خارج ہونے سے روک دیا جائے تو اس سے اولاد کی پیدائش تو بند نہیں ہوتی کیونکہ یہ فریضہ دوسرے بیضہ کا مادہ ادا کرتا رہیگا۔ البتہ فائدہ یہ ہوگا کہ جس بیضہ کے اولاد پیدا کرنے کے مادہ کو منقطع کر دیا گیا ہے اس میں قوت و طاقت کا

مادہ رفتہ رفتہ ترقی کر جائے گا اور اس سے جسم کی قوت بڑھے گی، عمر میں اضافہ ہو گا۔ اور بڑھاپا جوانی سے بدل جائے گا۔ ان کے معمل میں بہت سے خرگوش اور چوہے ایسے موجود ہیں جن کی عمر اپنے ابنائے نوع کی اوسط عمر سے دس گنی ہو چکی ہے اور وہ اب تک زندہ ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔

پروفیسر اشتائناخ نے ایک اور آپریشن بھی حال ہی میں ایجاد کیا ہے جس کو وہ (Albugineatomy) کہتے ہیں۔ اس آپریشن کی تفصیلی معلومات ۹ر جنوری اور ۲ر فروری ۱۹۲۷ء کے

(Phihadelplia) — (New york medical journal)

(Medical record اور (medical journal (

(and Medical news) میں مل سکتی ہیں۔ ان مضامین کا ترجمہ میں عنقریب شائع کروں گا۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو (Tissues) بیضے کے اندر جکڑے ہوئے ہوتے ہیں انھیں آزاد کر دیا جاتا ہے اور اس سے حیرت انگیز نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ خورد بینی معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آپریشن کی بہ دولت وہاں نہ صرف خون کی

پیدائش ہوتی ہے بلکہ نئے (Tissues) بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بڑھاپے کی کمزوری، ضعف بصر، ثقل سماعت، رعشہ وغیرہ عوارض کو دُور کرنے اور جسم میں چستی، قوت اور مستعدی پیدا کرنے میں یہ ایک نہایت کامیاب آپریشن ثابت ہوا ہے جس کے نتائج ۸۰ برس کی عمر تک کے بڈھوں پر بھی مشاہدہ کیئے گئے ہیں۔

پروفیسر اشتاناخ نے ایک انجکشن بھی ایجاد کیا ہے جو آنول نال (Placenta) کے جوہر سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ خاص طور پر ان عورتوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے جن کے ایام بند ہو رہے ہوں یا بند ہو چکے ہوں۔ ایام بند ہونے کے پندرہ بیس برس گذرنے کے بعد بھی اس کو استعمال کیا گیا ہے اور مفید اثرات ظاہر ہوئے ہیں۔

دَوائیں اور پچکاریاں

ان کے علاوہ آسٹریا میں ایک مشہور طبّی کارخانہ بھی ہے جہاں شباب کو تازہ کرنے اور بڑھاپے کو جوانی سے بدلنے کی مجرّب دوائیں اور پچکاریاں بنتی ہیں اور ڈاکٹر شوارز (Schwarz) نے مجھے اطمینان دلایا کہ

آسٹریا میں صرف یہی ایک کارخانہ ہے جس کی دوائیں معتبر ہیں اور جنمیں ہارمون (Harmone) اپنی اصلی حالت میں ملتا ہے۔ اسی بناء پر میں نے اس کی خاص خاص دوائیں خریدلیں۔ ان کو مریضوں پر استعمال کیا اور مفید پایا۔ یہہ دوائیں زیادہ مدت تک رکھ چھوڑنے سے خراب ہوجاتی ہیں۔ اس لیئے ان کو تازہ منگاتے رہنے کا انتظام کرلیا ہے۔

برلین (Berlin)

یہاں زیادہ تر دواؤں اور پچکاریوں سے علاج کیا جاتا ہے صرف ڈاکٹر پیٹر شمٹ (Peter Schmidt) اور ڈاکٹر سیکل (Zikel) آپریشن کے ذریعہ علاج کرتے تھے۔ سوان میں سے ڈاکٹر شمٹ نے میری ملاقات کے دوسرے دن خودکشی کرلی۔ میں جب انسے ملا تو ان کے چہرے اور ان کی باتوں سے انتہائی وحشت ظاہر ہورہی تھی اور باتیں بھی اکھڑی اکھڑی کررہے تھے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کمالِ فن کے غلبہ سے یہ بات پیدا ہوگئی ہو۔ دوسری ملاقات کا وقت طے کرکے چلا آیا۔ لیکن دوسرے روز کے اخبار میں یہ اطلاع

درج تھی کہ "جو صاحب لوگوں کی زندگیاں بڑھاتے تھے انھوں نے اپنی زندگی گھٹالی" پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اسی رات کو ڈاکٹر ہیٹر اشمٹ نے اپنی مالی پریشانیوں کے سبب خودکشی کرلی۔ اس طرح قدرت نے مجھے اس ڈاکٹر سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں دیا۔ تاہم اعادۂ شباب پر اسکی متعدد کتابیں جرمن اور انگریزی زبانوں میں موجود ہیں اور اب ہم صرف انہی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

برلین میں (ڈاکٹر نسے شاخت (Dr. C. Schacht) نے مجھے متعدد ڈاکٹروں کے پتے بتائے جو اس فن سے تعلق رکھتے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) ہرمان ٹراوس (Dr. Med. Hermann trauss) ایک بہت بڑے کارخانہ دواسازی کا ڈاکٹر ہے۔ اعادۂ شباب کے لئے پچکاریوں کے تجربے کر رہا ہے۔ ایک دوا (Progynon) کامیاب ثابت ہو چکی ہے جو دعوے سے عورتوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور یہ دوا میں ساتھ لایا ہوں۔ اس نے دماغ کے غدود کی پچکاری بھی بنائی ہے۔ مجھ سے خود گھر پر آ کر ملا۔

(۲) ڈاکٹر فنز گل (Dr. E. Fnerg :l) عورتوں کے لئے اعادۂ شباب کی دوائیں تیار کر رہا ہے جنہیں (Hundun) اور (Prolan) کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ اس کا کارخانہ بھی بڑا زبردست ہے۔ گھر پر آ کر مجھے ساتھ لیگیا اور کارخانہ دکھایا۔ میں اس کی مجرّب دوائیں ساتھ لایا ہوں۔

(۳) میگنوس ہرشفلڈ (Magnus Hirsenteid) یہ دنیا کی مجلس اصلاح صنفی (World's Leagve of Sexuai Reform) کا اس سال صدر تھا۔ امریکہ فرانس انگلستان وغیرہ کے بڑے بڑے ڈاکٹر اس مجلس کے ممبر ہیں اور ہر سال اس کا اجلاس مختلف ملکوں میں ہوتا رہتا ہے۔ انھوں نے مجھے بھی رکنیت کی عزت بخشی۔ ان کا عجائب خانہ قابل دید ہے۔ صنفی تعلقات کے متعلق ہر قسم کے مجسّمے ان کے ہاں موجود ہیں بڑے فخر کے ساتھ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے چھ سال تک لڑ لڑ کر جرمن پارلیمنٹ سے اغلام کو قانوناً جائز قرار دلوایا۔ اس نے اعادۂ شباب کے متعلق متعدد مضامین لکھے ہیں بہت سی دوائیں بھی ایجاد کی ہیں جن کو جرمنی کے متعدد کارخانے بناتے ہیں۔

میں یہ دوا میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ ایک مشہور دوا (Titus perle)
اسی کی کامیاب دواؤں میں سے ہے۔

(۴) ڈاکٹر شپیرو (Dr Schapiro) مجھ سے بہت محبت کے ساتھ پیش آئے۔ اپنے ہاں ہفتہ وار لکچروں میں بلا فیس شریک ہونے کی اجازت دی جن میں صرف ڈاکٹر شریک ہوا کرتے ہیں۔ بچیس تیس مریض مختلف حیثیتوں کے نامرد دکھائے اور ہر ایک کی نامردی کے اسباب اور طریق تشخیص اور طریق علاج پر بحث کی۔ انھوں نے متعدد نسخے بھی مرتب کئے ہیں جن کے اجزاء اپنی مہربانی سے مجھ کو بتادئے ہیں۔ یورپ کی بعض کمپنیاں ان نسخوں کو تیار کرتی ہیں۔

(۵) ڈاکٹر زیکل (Dr Zikel) انھوں نے اپنے ہاں کی ماہانہ دعوتوں میں مجھے شریک کیا۔ خرگوش سے ہارمون (Harmon) نکالنے کی ترکیب میرے سامنے خرگوش پر آپریشن کر کے دکھائی۔ انسان پر آپریشن دکھانے کے دو ہزار مارک لیتا ہے۔ بڑا متمول شخص ہے۔ بہت بڑا کارخانہ ہے۔ اس کے ہاں ایک دعوت میں میں نے بھی اعادۂ شباب پر اپنے پیرس ویانہ اور برلن کے تجربات پر لکچر دیا تھا۔

جس کو توجہ کے ساتھ سُنا گیا۔

(۶) (Franz Keinig Schorger) سَتُ اور انجکشن بنانے کی مشینوں کا ماہر ہے۔ ان آلات کی کچھ ترکیبیں مجھے بھی بتائیں جواب میرے ایک انجنیر دوست حیدر آباد میں تیار کرنے کی فکر میں ہیں۔

ہیمبرگ

یہاں G. A. Schunemann-HOFER اور (Dr. C. Gropengioser) سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں پچکاریاں اور دوائیں بنانے کے ماہر ہیں۔ ان کا کارخانہ دیکھنے کے قابل ہے۔ بہت اخلاق کے ساتھ ملے۔ اور میں نے انکی مجرب دوائیں خریدیں۔

ہیمبرگ میں کارل ہیگنباخ (Carl Hagenbach) کا جانوروں کا باغ دنیا میں سب سے بڑا ہے (Papion) یعنی وہ خاص قسم کا بندر جس کے متعلق میں نے فارونوف کے ذکر میں لکھا ہے کہ اسکے بیضول کی تقلیم انسان کے لئے بہت مفید ہوگی اسی کے ہاں سے حاصل ہو سکتا ہے یہ خاص طور پر افریقہ سے منگاتے ہیں۔ اعلیٰ قسم کے بندروں کی قیمت

ضرور رکھتا ہے اور اگر صحیح اصول پر کوشش کیجائے تو ہر خیال کو عمل کی دنیا میں لانا ممکن ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر کے تخیل کو جسے عمل میں لانے کی کوششوں سے مشرقی محققین تھک چکے تھے، زندہ کیا اور سالہاسال کی مسلسل اور ان تھک تحقیقات کے بعد اس میں یہاں تک کامیابی حاصل کرلی کہ اب گئی ہوئی جوانی کا واپس آنا، آتے ہوئے بڑھاپے کا رک جانا اور انسانی عمر کا طویل ہو جانا، کوئی نادر اور حیرت انگیز واقعہ نہیں رہا ہے بلکہ روزمرہ کے واقعات میں شامل ہو گیا ہے اور اگر لاکھوں نہیں تو کم ازکم ہزاروں مثالیں اس کی ضرور موجود ہیں۔ اس کے متعلق تجربات کا سلسلہ تو کم و بیش ڈیڑھ دو صدیوں سے جاری ہے لیکن اِن تجربات کے نتائج کو منظرِ عام پر آئے دس۱۰ بارہ۱۲ برس سے زیادہ نہیں ہوئے تاہم اسی مختصر مدّت میں اس پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، متعدد طریقہائے علاج دریافت ہو چکے ہیں، کثیر التعداد دوائیں معلوم کی جا چکی ہیں، حیوانات سے گذر کر ہزارہا انسانوں پر ان کے تجربے ہو چکے ہیں، اور اعادۂ شباب کا فن صرف خاص خاص محققین کے معملوں ہی تک مخصوص نہیں رہا بلکہ بعض مقامات پر اس کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہو چکا ہے۔

ہزار روپے تک ہے۔ میں اُس کمپنی سے بندر منگانے کا انتظام کر آیا ہوں۔

علاج شیر نوشی

جرمنی کے ایک مشہور شخص نے جو میرے کام سے خاص دلچسپی رکھتے تھے مجھے علاج شیر نوشی (Milk feeding treatment) سکھایا اس علاج میں صرف ایک دفعہ رات کو ایک قرص کے ساتھ عورت کا دودھ چھاتیوں کو منہ لگا کر پیا جاتا ہے۔ اور عورت کا امتحان ذرا سختی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حقیقتہً مفید طریق علاج ہے۔

بجلی کا علاج

ایک جرمن استاد کا بنایا ہوا آلہ (Rejuvinator) میں برلین سے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ یہ علاوہ اعادۂ شباب کے مختلف اقسام کی عصبی کمزوریوں میں مفید ثابت ہوا ہے۔

ورائے بنفشی شعاعوں کا علاج

میں جرمن سے ورائے بنفشی شعاعوں (Ultra violet rays)

کے آلات اور کوہ ایلپس کی سحر گاہی شعاعوں کے لیمپ (Hanovia Solax Lamps) بھی ساتھ لایا ہوں اور ان کے طریق علاج کو سیکھا ہے۔ یہ علاج اکثر امراض میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ خصوصاً ذیل کے امراض کے لئے :-

بچّوں کے امراض مثلاً دبہ اور خنازیر وغیرہ

جلد کے امراض مثلاً داد، خارش وغیرہ

دانتوں اور مسوڑھوں کے امراض مثلاً پایریا وغیرہ

عورتوں کے مخصوص امراض

تناسلی امراض مثلاً سوزاک آتشک وغیرہ

مثانہ کے امراض

امراض چشم

کان اور حلق کے امراض

عام جراحی امراض مثلاً ناسور، گٹھیا، عرق النسا، ہڈیوں کے زخم وغیرہ

امراض سینہ مثلاً دق، سل وغیرہ

اعصابی امراض مثلاً تشنج اور لرزہ وغیرہ

تمت

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

اس فن سے میری دلچسپی اسوقت سے شروع ہو گئی تھی جب سے یورپ کے رسالوں اور اخباروں میں ڈاکٹر فارونوف اور اشتائناخ اور جاورسکی کے کامیاب تجربات کی اطلاعیں آنے لگی تھیں چنانچہ میں برابر ان مضامین اور کتابوں کو پڑھتا رہتا تھا جو اس سلسلے میں شائع ہوتی تھیں۔ لیکن اس کی طرف میری عملی توجہ اسوقت منعطف ہوئی جب اندور کے مشہور تاجر سرحکم چند اور لیڈی حکم چند نے ڈاکٹر فارونوف سے بندر کے غدود کی تقلیم کا عمل کرایا۔ اس واقعہ سے میرا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہوا کہ اعادہ شباب اور درازی عمر کی ضرورت یورپ اور امریکہ کے باشندوں سے زیادہ ہندوستان کے باشندوں کو ہے۔ اس گرم ملک کی آب و ہوا میں انسان جلدی تھکتا ہے، پچاس پچپن برس کی عمر کو پہنچتے پہنچتے اپنی طاقت، مستعدی اور قوت عمل کو کھو بیٹھتا ہے۔ وہ عمر جس میں وہ اپنے تجربات، جہاں بینی اور پختگی عقل و رائے سے زیادہ بہتر کام کرنے کے قابل ہوتا ہے، بڑھاپے کی کمزوری کی نذر ہو جاتی ہے، اور جس عمر کے لوگ دوسرے ملکوں میں اچھا خاصا کام کاج کر لیتے ہیں۔ یہاں اس عمر والے قبر میں پاؤں لٹکائے نظر آتے ہیں۔ یہاں تو صرف بڈھے ہی نہیں بلکہ ادھیڑ اور جوان آدمی بھی اسکے

مستحق ہیں کہ ان میں حقیقی جوانی کی رُوح پھونکی جائے اور انھیں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے قابل بنادیا جائے۔ اس خیال نے مجھ کو عمل پر آمادہ کیا اور میں نے وہ تمام لٹریچر فراہم کیا جو اس موضوع کے متعلق شائع ہو چکا تھا[1] اور پھر بندر، لنگور، خرگوش، نیولے، گیدڑ، چیتے، بکرے، بیل، گدھے وغیرہ جانور جمع کر کے ان پر متعدد تجربات کئے جن کے نتائج بہت کامیاب رہے۔ اور مجھے ان سے وہ معلومات حاصل ہوئیں جو صرف عمل سے حاصل ہوتی ہیں، اور جن کے لئے محض مطالعہ کافی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد میں نے ضرورت محسوس کی کہ خود یورپ جا کر ان تمام طریقوں کا مطالعہ کروں جو اب تک اعادہ شباب اور درازیٔ عمر کے لئے ماہرین فن نے دریافت کئے ہیں، انھیں خود ان کے موجدوں سے سیکھوں، ان کے ناقدوں سے مل کر ان کے حسن و قبح کو معلوم کروں، اور ان کے جو کچھ نتائج برآمد ہوئے ہیں

---

[1] اس فن پر جرمن، فرنچ اور انگریزی زبان میں بکثرت کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ میں نے اپنے اس رسالہ میں بعض کتابوں کے نام درج بھی کئے ہیں۔ مگر طول کلام کے خوف سے تمام کتابوں کی فہرست دینا مناسب نہیں سمجھا۔

ان کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر تحقیق کروں کہ ان کی کامیابی کس حد تک واقعی ہے؟ اور ان طریقوں کو ہندوستان میں رائج کرنا کہاں تک اس ملک کے لوگوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اگست ۱۹۳۰ء میں یورپ پہنچا اور پیرس، ویانا، برلین، ہیمبرگ وغیرہ مقامات پر ماہرین فن سے ملا،[1] ان کے طریقوں کا معائنہ کیا، حل طلب مسائل دریافت کئے، دوائیں اور آلات فراہم کئے اور تقریباً ان سب لوگوں سے ملا جو کسی نہ کسی حیثیت سے اس فن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح ۶ مہینے گزار کر میں فروری ۱۹۳۱ء میں حیدرآباد واپس آیا اور یہاں چار پانچ مہینے کے عرصے میں میں نے ان متعدد طریقوں سے لوگوں کے علاج کئے جن کا مطالعہ میں نے یورپ میں کیا تھا، اور ان میں مجھے اکثر و بیشتر کامیابی ہوئی۔ نیز میں نے اس دوران میں یہ بھی اندازہ کر لیا کہ یہاں کے موسموں اور طبیعتوں کے لحاظ سے دواؤں کی ترکیب اور ان کے تناسب میں کس قسم کی کمی و بیشی کرنی چاہئے، اور یہاں کے لوگوں پر مختلف

---

[1] اگرچہ اٹلی اور انگلستان میں اس فن کے چند ماہرین موجود ہیں جن سے میں ملا بھی ہوں لیکن انھوں نے خاص اپنا کوئی طریقہ ایجاد نہیں کیا ہے بلکہ وہ جرمنی، فرانس یا آسٹریا کے موجدوں کے مقلد ہیں اسلئے میں نے ان کا اس سلسلہ میں کوئی ذکر نہیں کیا

آپریشنوں کے نتائج ظاہر ہونے کے لئے کس حد تک انتظار ضروری ہے۔

نہ اپنے فن کا احترام مجھے اس کی اجازت دیتا ہے' اور نہ میری سرکاری حیثیت اس کو روا رکھتی ہے کہ میں اشتہار بازی کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کروں' اور اگر میں ایسا کروں بھی تو ایسے ملک میں مجھے توجہات عامہ کا مرکز بننے کی کیا امید ہو سکتی ہے جہاں اعادۂ شباب کا مفہوم عیاشی کی زیادہ سے زیادہ قوت پیدا کرنے اور شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کی مہلت میں کچھ اضافہ کر لینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے' اور جہاں ابتک لوگوں کو طلائے شاہ دیمک' نامرد کو مرد بنانے والی اکسیر بے نظیر' حبوب اسرار' مردمی کے بکس اور ایسی ہی دوسری لغویات سے انہماک ہے تاہم میرے دوستوں کا اصرار ہے کہ میں اپنے سفر مغرب کے نتائج اور معلومات کو پبلک کی واقفیت کے لئے شائع کر دوں تاکہ جو لوگ اس فن سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں انھیں رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔ اس لئے میں مختصر طور پر اپنے تجربات و مشاہدات کو بیان کئے دیتا ہوں۔ جو لوگ اس سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہیں یا کسی خاص نکتہ کی تشریح کے طالب ہوں وہ مجھ سے مل کر یا خط و کتابت کے ذریعہ دریافت کر سکتے ہیں۔

پیرس

میں سب سے پہلے ہندوستان سے پیرس پہنچا کیونکہ سب سے زیادہ ڈاکٹر فارونوف سے ملنے کا شوق تھا۔ چنانچہ وہاں میں نے نہ صرف ان کے طریقے کا مطالعہ کیا بلکہ دوسرے طریقوں کے متعلق بھی کافی تحقیقات کی۔ ذیل میں ان سب طریقوں کا ذکر ترتیب وار بیان کیا جائے گا۔

ڈاکٹر فارونوف

یہ دراصل دو بھائی ہیں۔ بڑے بھائی سرج فارونوف (Serge Voronoff) اور چھوٹے جرجیز فارونوف (Georges Voronoff) سرج فارونوف نظری مہارت رکھتے ہیں۔ تجربات کرنا۔ کتابیں لکھنا، اور نظری تحقیقات کرنا اِن کا کام ہے۔ اور جرجیز فارونوف عملیہ کے ماہر ہیں اور بیماروں پر وہی آپریشن کرتے ہیں اگست کے مہینے میں پیرس کے خوشحال لوگ شہر سے باہر دیہاتی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے چلے جایا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سرج فارونوف بھی تجربے کرنے جنوب فرانس